

عدالتِ عظمیٰ پاکستان
(بااختیار سماعت اپیل)

موجود:

جناب جسٹس مشیر عالم، جج
جناب جسٹس دوست محمد خان، جج

دیوانی عرضداشت برائے حصول اجازت اپیل نمبری ۳۰۲۰ اور ۳۰۲۱/۲۰۱۶

زیرِ شق (۳) ۱۸۵، دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء

(برخلاف یکجا فیصلہ عدالتِ عالیہ لاہور، ملتان بینچ، ملتان محترمہ ۰۷ جون ۲۰۱۶ء)

بردیوانی عرضداشتیں نمبری ۲۰۱۶/۲۹۱-۲۹۰

(سائل)

محمد باقر

بنام

(مسئول علیہم)

مسما ت غلام پرور وغیرہ

منجانب سائل: جناب محمد منیر پراچہ، فاضل وکیل، عدالتِ عظمیٰ

منجانب مسئول علیہا: جناب طارق محمود، فاضل فائز وکیل، عدالتِ عظمیٰ

سید رفاقت حسین شاہ، منسلک وکیل، عدالتِ عظمیٰ

تاریخ سماعتِ مقدمہ: ۱۰ جنوری، ۲۰۱۷ء

فیصلہ / حکم آخر

دوست محمد خان، نج۔

واقعاتِ مقدمہ:

مسمات غلام پروربہ بی، مسنول علیہا نے مسنول علیہم کخلاف بعدالت سینئر سول جج ڈیرہ غازی خان دعویٰ استقرار حق بدیں نمط دائر کیا کہ سردار رب نواز خان (متوفی) کھاتہ متدعو یہ خسرہ نمبر ۳۱۷ موضع ڈیرہ غازی خان غربی میں چار کنال اراضی کا مالک تھا جو مدعیہ حال مسنول علیہا کا حقیقی والد تھا۔ نیز یہ کہ اس کے والد نے اپنے حین و حیات میں متدعو یہ اراضی میں سے ایک کنال دس مرلے رقبہ مدعیہ / مسنول علیہا کو بطور ہبہ قطعی منتقل کیا تھا اور یوں بوقت وفات مرحوم بقایا دو کنال دس مرلے اراضی کے مالک تھے۔ رقبہ جو بطور ہبہ مدعیہ کو منتقل کیا تھا اس پر مدعیہ نے بمعہ سردار شمشیر علی خان خاوند آس مکان تعمیر کیا اور ڈاکٹر عبدالقادر ملک کو ماہانہ کرایہ پر دیا جس کا کرایہ وہ وصول کر رہی تھی۔

۲۔ مدعیہ مزید بیانی ہے کہ مورث مدعیہ سال ۱۹۶۰ء میں وفات پا گئے اور یہ کہ وہ ان پڑھ، سادہ لوح اور پردہ دار گھریلو خاتون ہے اور اس کے بھائی اللہ نواز خان مورث مدعا علیہم ایک تاتین نے مدعیہ کو باور کرایا کہ بقایا اراضی متدعو یہ تعدادی ۲ کنال دس مرلے کا انتقال وراثت تمام شرعی و رشاء بشمول مدعیہ کے نام تصدیق کرایا گیا ہے۔ حقیقی بھائی ہونے کے ناطے مدعیہ کا اس پر اندھا اعتماد تھا لہذا وہ اس بات سے مطمئن ہو کر بغیر کسی مزید تفتیش و تحقیق کے گھر بیٹھی رہی تاہم کچھ عرصے بعد مدعا علیہ نمبر ۲ نے مشہور کرنا شروع کیا کہ وہ جائیداد متدعو یہ کا واحد مالک ہے اور کرایہ دار ڈاکٹر عبدالقادر ملک سے قبضہ لینے کی کوشش بھی کی۔ جس پر مدعیہ کو تشویش لاحق ہوئی اور یوں اس نے پسر اش فیاض علی خان کے ذریعے کاغذات مال کی پڑتال کی جس سے معلوم ہوا کہ انتقال وراثت نمبری ۲۸۱۹ مورخہ ۱۲-۱۰-۱۹۶۰ مدعیہ اور دیگر رشاء کو محروم کر کے اس کے متذکرہ بھائی نے اپنے نام دھوکہ دہی اور فریب کاری کے ذریعے تصدیق کرایا ہے اور جب مدعا علیہم سے کہا گیا کہ وہ انتقال منسوخ کر اگر درست کریں تو وہ انکاری ہوئے۔ لہذا مدعیہ نے دعویٰ مورخہ ۰۷-۰۴-۲۰۱۲ کو دائر عدالت کیا مدعا علیہم میں سے مدعا علیہ نمبر ۲ نے جواب دعویٰ دائر کرتے ہوئے مختلف قانونی اور واقعاتی نکات پر دعوے کو مسترد کرنے کی استدعا کی اور اسکو خلاف حقیقت قرار دیا۔

۳۔ مدعا علیہم نمبر ۴۶، ۳۵، ۳۴، ۳۲ اور ۵۰ نے اپنے جواب دعویٰ کے ذریعے مدعیہ کے دعوے کی تائید کی اور اس کو حرف بہ حرف درست قرار دیا۔ چونکہ وراثت سے متعلق شرعی قانون قطعی اور واضح ہے لہذا مدعا علیہ نمبر ۲ نے اس خطرے اور تشویش میں مبتلا ہو کر کہ دعویٰ مدعیہ میں عدالت ڈگری صادر نہ کرے انہوں نے خم دار طریقہ استعمال کرتے ہوئے دوران سماعت مقدمہ مصنوعی طور پر فریب اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے صابر حسن ولد فتح محمد ساکن جاہ شاہ والا کے نام اقرار نامہ بغرض بیع قطعی کرنے اراضی متدعوہ بحق موجودہ سائل مسمی محمد باقر تحریر کروایا، جس کا مختصر متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

۱۔ یہ کہ فریق اول اور نگزیب عالمگیر خان اراضی خسره نمبر ۷۳۱ برقبہ ایک کنال چھ مرلے (ارضی متدعوہ) کا معاہدہ سودا بیع بالعوض مبلغ ایک کروڑ روپے بحق فریق دوئم سے کرتا ہے جس میں سے پیشگی زر بیعانہ مبلغ ۱۱ لاکھ روپے فریق دوئم سے وصول کئے ہیں اور اقرار نامہ میں قبضہ حوالہ فریق دوئم کرنا تحریر کیا گیا ہے جبکہ مطابق حقائق قبضہ جائیداد مذکورہ فریق اول کے پاس نہ ہے اور قانونی پیچیدگی کی بناء پر معاہدہ میں قبضہ جائیداد فریق دوئم کرنا تحریر کیا گیا ہے۔

۲۔ اگر فریق دوئم نے قبضہ جائیداد کوشش کر کے حاصل کر لی اور جائیداد مذکورہ بالا کے تمام مقدمات میں آخری عدالت تک کوشش کے باوجود فریق دوئم ناکام ہو گیا یعنی مقدمات فریق اول کے خلاف فیصلہ ہوئے تو اس صورت میں زر ثمن مبلغ پچاس لاکھ روپے واپس حوالہ فریق دوئم ایک سال بعد کرے گا۔

۳۔ اگر فریق دوئم قبضہ جائیداد کوشش کے باوجود حاصل نہ کر سکا اور مقدمات بالا میں بھی آخری عدالت تک ناکام ہو گیا تو فریق اول وصول شدہ زر ثمن مبلغ ایک کروڑ روپے واپس حوالہ فریق دوئم کرنے کا پابند ہو گا۔

۴۔ اگر فریق دوئم نے حصول قبضہ کی خاطر کوئی جھگڑا کیا اور اس کے خلاف فوجداری مقدمات درج ہوئے تو اس صورت میں فریق اول بری الذمہ ہو گا تاہم فریق اول فریق دوئم کی قانونی مدد / لیگل سپورٹ ہر صورت کرنے کا پابند ہو گا۔

۵۔ اگر فریق دوئم نے اپنی محنت اور کاوش سے تمام مقدمات فریق اوّل کے حق میں فیصلہ کر دیئے اور قبضہ حاصل کیا تو اس صورت میں فریق اول اراضی متدعوہ کی منتقلی فریق دوئم یا اس کے دیگر رشتہ داروں کے نام منتقل کرنے کا پابند ہوگا۔

۴۔ مندرجہ بالا اقرار نامہ کے متن سے یہ امر "اظہر من الشمس" ہے کہ اسکی رو سے سائل کو اراضی متدعوہ یا اس کے جزوی یا مکمل حقوق و قبضہ نہیں دیا گیا اور یہ حقوق زیر سماعت مقدمہ کے عدالت عظمیٰ تک اخراج پر منحصر تھے، لہذا از روئے قانون و ضوابط سائل کو اس صورت حال میں نہ تو ضروری فریق اور نہ ہی مقدمے میں موزوں فریق گردانا جاسکتا ہے۔ نیز یہ کہ فریقین اقرار نامہ (اصل مدعا علیہ اور سائل) نے ایک گہری سازش جو انسانی طمع و لالچ کا نتیجہ ہے تیار کی ہے تاکہ عدالت قانون و انصاف کو بے دست و پا کر کے جلد انصاف کرنے سے روکا جاسکے۔ سائل و اصل مدعا علیہ یعنی فریقین اقرار نامہ نے کسی بھی قانون رائج الوقت کا لحاظ نہیں رکھا اور یہاں تک کہ آپس میں اقرار کیا کہ اگر سائل غیر قانونی ہتھکنڈوں کے ذریعے جائیداد کا قبضہ موجودہ قابضین سے لے اور مقدمہ بازی میں بھی سائل مدعا علیہ کی غیر قانونی مدد کرتے ہوئے کامیاب ہو جائے تو اس صورت میں اسکو رقم بیع میں رعایت دی جائیگی۔

۵۔ اس سازشی اور غیر قانونی منصوبے پر عمل کرتے ہوئے سائل نے خود اور بذریعہ برادران اش SHO علاقہ، SSP، RPO، I.G.P، چیف سیکرٹری، وزیر اعلیٰ پنجاب، وفاقی محتسب، حتیٰ کہ چیف جسٹس اور وزیر اعظم پاکستان کو بدیں مضمون درخواستیں بھیجیں کہ وہ ایک کمزور، ضعیف اور بے بس فیملی کا ممبر ہے اور جائز قابضین کو قبضہ مافیا ظاہر کر کے بزور اُن سے جائیداد متدعوہ کا قبضہ لینا باور کرانے کی خام کوشش کی تاہم مقامی پولیس و انتظامیہ کی یکے بعد دیگرے تفتیش و انکوائری کے بعد تیار کردہ رپورٹ ہائے میں سائل کو جھوٹا اور فریبی گردانا گیا۔

۶۔ جب سائل کی تمام تر خلاف قانون و خلاف واقعات حرکتیں اور غیر قانونی تدبیریں اور چالیں ناکام ہو گئیں تو اس نے درخواست ہائے بدیں نمط زیر قاعدہ ۱، اصول ۱۰ و زیر قاعدہ ۲۲، اصول ۱۰ ضابطہ دیوانی سال ۱۹۰۸ء ضروری فریق مقدمہ گرداننے کے لیے دیں کہ دوران سماعت مقدمہ جائیداد متدعوہ اس کے نام قطعی طور پر منتقل کی جا چکی ہے اور قبضہ بھی اُسی کے پاس ہے، جو کہ بعد از سماعت عدالت ابتدائی نے

خارج کیں اور اس طریقے سے عدالتِ اپیل ضلعی و عدالتِ عالیہ نے بھی سائل کی اپیل و نگرانی خارج کر دی۔

۷۔ قاعدہ ۱، اصول ۱۰ اور قاعدہ ۲۲، اصول ۱۰ ضابطہ دیوانی صرف عدالتِ سماعت مقدمہ ہی کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ایک جامع اور قابلِ امر ڈگری صادر کرنے کے لیے ضروری یا موزوں فریق کو فریق مقدمہ بنائے تاکہ بوقتِ اجراء ڈگری نہ تو کوئی مشکل پیش آئے اور نہ ہی کوئی تیسرا فریق اسکے اجراء پر معترض ہو۔ چونکہ یہ عدالت کے صوابدیدی اختیار کے زمرے میں آتا ہے لہذا اس میں کسی بھی درخواست کنندہ کا ناقابل شکست حق نہیں بنتا۔ نیز جیسا کہ اوپر اقرار نامے کے اقتباس اور سیاق و سباق کو پڑھنے کے بعد قرار دیا گیا ہے کہ سائل کو نہ صرف جائیداد سے متعلق زیر سماعت مقدمے کا علم تھا بلکہ اس مقدمے کو ناکام بنانے، اس کا رخ موڑنے اور غیر قانونی ہتھکنڈوں کے ذریعے فوری انصاف کی راہ میں رکاوٹ بننے کی اُس نے ایک خام سازش تیار کی اور چونکہ اس کو اس اقرار نامے کی بنیاد پر حقوقِ اراضی متدعو یہ بیع قطعی و قبضہ منتقل نہیں کی گئیں تھیں لہذا مستقبل میں حاصل ہونے والے اس قسم کے حقوق سائل کو فریق مقدمہ بننے کا کوئی قانون و اصول انصاف ہر گز کوئی بناء درخواست فراہم نہیں کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اس قسم کے اقرار نامے جو کہ غیر رجسٹری شدہ ہوں پر بوقتِ تحریر تاریخ کی بجائے ماضی کی تاریخ ظاہر کرنا کوئی مشکل اور نہ ہی ناممکن بات ہے۔

۸۔ چونکہ مقدمہ بالا میں درخواستِ مسئول علیہ نمبر ۱ پر عارضی حکم امتناعی درمیانی جاری ہو چکا تھا جس کی بعد عدالتِ سماعت مقدمہ نے توثیق کی لہذا اس صورت میں بھی اراضی متدعو یہ یا اس کا کوئی حصہ منتقل کرنے یا اقرارِ منتقلی کرنے کا منتقل علیہ کو کوئی حق منتقل نہیں ہوا تھا۔ بعد ازاں اس نے اس قسم کی حرکت کی ہے تو وہ اصل اقرار نامے کے متن اور سیاق و سباق کے عین خلاف ہو گا اور اس کو غیر مؤثر سمجھا جائے گا۔ مذکورہ رائے کی توثیق و تائید مقدمات بعنوان "فتح جنگ بنام بوٹے خان وغیرہ" (آل انڈیا رپورٹر سال ۱۹۳۴ صفحہ ۱۰۱) میں وضع کئے گئے اصولوں سے ہوتی ہے۔ عدالتِ عالیہ کراچی کے دور کنی پنچ نے فتح جنگ کیس میں وضع کیے گئے اصولوں کو مقدمہ بعنوان "ریاض احمد بنام ڈاکٹر امت الحمید کوثر و دیگران" دیوانی عدالتی نظام کا رسالہ (CLC) سال ۱۹۹۶ء بر صفحہ ۶۷۸ میں واضح طور پر اپنایا ہے۔

یہاں پر یہ اصول وضع کرنا انتہائی اہم تصور کیا جاتا ہے کہ مقدمات کے فیصلہ کرنے میں تاخیر اس قسم کے نامعقول مقدمہ بازوں اور چالبازوں کی وجہ سے بھی ہوتی ہے لہذا عدالت ابتدائی سماعت مقدمہ سے لیکر ضلعی عدالت اپیل، عدالت عالیہ اور عدالت ہذا اس قسم کی درخواست کے محرکات کو عمیق اور عدالتی نظر سے گہرا جائزہ لیکر پرکھیں اور جب اس نوع کی درخواست بنائے جانے فریق مقدمہ میں سازش یا مقدمہ کو طول دینے کا عنصر پایا جائے تو اسکو پہلی ہی فرصت میں بھاری جرمانے کے ساتھ خارج کیا جائے کیونکہ اس قسم کی درخواست ہائے کی حوصلہ شکنی کرنا ہر عدالت کے فرائض منصبی میں شامل ہے اور اس طریقہ کار سے کسی قسم کی پہلو تہی کرنا یا تغافل برتنا نا انصافی کے زمرے میں آتا ہے اور مقدمہ غیر ضروری طوالت اور کثرت غیر ضروری فریقین کا شکار ہو کر فوری انصاف کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے لہذا اس قسم کی نامعقول اور سازش پر مبنی درخواست ہائے کا پہلی فرصت میں گردن مروڑ کر ایک مردہ جان کی طرح زمین کے اندر دفن کرنا لازم و ملزوم ہو جاتا ہے۔

۹۔ سائل کی منشاء یہی تھی کہ مقدمہ زیر نظر کو خمدار طریقے سے طول دے کر ایک بے بس، لاغر، آن پڑھ اور دیہاتی خاتون جو کہ اپنے والد (متوفی) کے ورثے میں اپنے شرعی حصے کے مطابق قانونی حقدار گردانی جاتی ہے کو اپنے حقوق سے محروم کیا جائے اور اس وجوہ کی بناء پر پچھلے ۷/۶ سال سے اس کو عدالت کے ڈگری کے ثمرات سے محروم رکھا گیا اور مقدمہ زیر سماعت جوں کا توں پڑا ہے۔

۱۰۔ یہاں پر اس امر کی طرف اشارہ کرنا بھی ہم لازم سمجھتے ہیں کہ جو اقرار نامہ معاہدہ بیع قطعی کرنے اراضی تحریر کیا گیا ہے اس کی جملہ شرائط خصوصاً وہ شق جس میں مقدمہ ہذا کو ہر صورت میں جیتنے اور غیر قانونی ہتھکنڈوں کے ذریعے قبضہ اراضی و مکان حاصل کرنے کا اظہار کیا گیا ہے وہ مسلمہ اصول قانون معاہدہ کے عین خلاف ہے اور اس قسم کے معاہدے کو کوئی بھی عدالت خاطر میں لانے کی کوئی سعی نہ کرے کیونکہ یہ نہ صرف خلاف قانون و خلاف ضابطہ ہے بلکہ مفاد عامہ کے اصولوں کے بھی خلاف ہے لہذا یہ قطعی طور پر ناقابل عمل ہے۔ جس طرح اوپر دہرایا گیا ہے کہ سائل کو نا صرف زیر سماعت مقدمے میں اراضی متدعوہ سے متعلق تنازعہ کا علم تھا بلکہ اس نے اس تنازعے کے ایک اور فریق سے مل کر گٹھ جوڑ کی تاکہ انصاف کی راہ میں رکاوٹ حاصل کر سکے اور اس خادار طریقے سے مقدمے کا رخ موڑ کر اور طول دے کر مسئول علیہا

کو کرب و تکلیف میں مبتلا کر کے اس کی حوصلہ شکنی کرے۔ نیز قانون رائج الوقت کو بالائے طاق رکھ کر ناجائز حقوق حاصل کر سکے، لہذا ایسے شخص کو فریق مقدمہ بنانا انصاف کے مسلمہ اصولوں کے عین خلاف ہو گا۔ مزید یہ کہ چونکہ مقدمہ زیر دفعہ ۴۲ قانون معاہدہ تعمیل مختص کے تحت دائر کیا گیا ہے لہذا اس میں مخالف فریق جو کہ اس قسم کا دعویٰ رکھتا ہو بھی اصول مساوات کے قانون کی زد میں آتا ہے اور چونکہ سائل سازشی طور پر فریق مقدمہ بننا چاہتا تھا اور اس نے داغدار ہاتھوں سے عدالت سے رجوع کیا تھا لہذا وہ مساوات کے اصول کے تحت کسی بھی عدالتی و قانونی مدد و رعایت کا مستحق نہیں گردانا جاسکتا۔

۱۱۔ یہاں پر یہ ہدایت دینا اور وضاحت کرنا ضروری ہے کہ دوران مقدمہ کسی بھی مجاز عدالت کے حکم یا ڈگری کے بغیر اگر سائل نے جائیداد متدعو یہ کا قبضہ حاصل کیا ہو تو وہ ناجائز تصور کیا جائے گا اور عدالت ابتدائی سماعت کو یہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ عدالت ہذا نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ اگر دوران مقدمہ کسی فریق مقدمہ یا تیسرے فریق کے فعل سے کسی قسم کی واقعاتی تبدیلی رونما ہو چکی ہو جو کہ غیر قانونی ذرائع سے عمل میں لائی گئی ہو تو اسکو واپس لینے کے لیے ڈگری صادر کرنا اس کے عمومی اختیارات اور فرائض منصبی میں شامل ہے اور اسی طرح ڈگری کا اجراء کرنے والی عدالت بھی با اختیار ہے کہ ڈگری کو عملی جامہ پوری طرح پہنائے اور اس میں غیر قانونی قبضہ دار کو بے دخل کر اصل مالک کو قبضہ دلائے۔

۱۲۔ چونکہ قانون معیاد کی تنقیح عدالت ابتدائی کے سامنے زیر تجویز ہے لہذا اس پر ہم مزید رائے زنی کرنے سے گریز کرتے ہیں تاہم عدالت مقدمہ بعنوان "غلام علی بنام مسامت غلام سروار نقوی" شائع شدہ پاکستانی نظائر کار سالہ (پی-ایل-ڈی) سال ۱۹۹۰ء بر صفحہ ۱) میں دیئے گئے اصولوں کو لازماً زیر نظر رکھے اور اس تنقیح پر رائے دیتے وقت اسکو ملحوظ خاطر رکھے۔

۱۳۔ آخر میں یہ ہم پوری وضاحت کے ساتھ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جیسا کہ اقرار نامہ بیع سے واضح ہے کہ سائل کے حقوق اگر کوئی ہوں تو وہ مکمل طور پر دفعہ ۵۲ منتقلی جائیداد کے قانون سال ۱۸۸۲ء کی زد میں آتا ہے جس میں کوئی دوسری رائے قائم کرنے کی گنجائش نہیں۔ نیز عدالت ہذا نے جو اصول بمقدمہ بعنوان "بختاور وغیرہ بنام امین وغیرہ" (شائع شدہ پاکستان قانون کار سالہ (PLJ)، سال ۱۹۸۰ء بر صفحہ ۲۵۲) پر وضع کئے ہیں ان کو عمل میں لا کر عدالت ابتدائی سماعت بصورت ڈگری قبضہ جائیداد اگر غیر

قانونی طریقے سے لیا گیا ہو واپس دلانے کا مکمل اختیار رکھتی ہے اور اس سلسلے میں استحقاق کے اختیارات استعمال کرتے ہوئے ڈگری برائے دلانے قبضہ کی مجاز ہے۔ اس سلسلے میں یہی اصول بمقدمہ بعنوان "مسما محمدی بنام غلام نبی وغیرہ" (عدالت عظمیٰ کے نظر شدہ رسالہ (SCMR) سال ۲۰۰۷ء، بر صفحہ ۷۶۱-بی) وضع کئے ہیں۔

دلائل کے اخیر میں فاضل وکیل سائل نے عرضداشت اس شرط پر واپس لیے جانے کی استدعا کہ سائل کو بدوران کاروائی اجراء ڈگری عذر اٹھانے کا حق دیا جائے جس سے عدالت قطعی متفق نہیں ہوئی۔ لہذا عرضداشت ہذا قطعی طور پر نامعقول اور ناقابلِ رفتار گردانتے ہوئے بمعہ خرچہ خارج کی جاتی ہے۔ نیز سائل کے مندرجہ بالا کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے اور یہ کہ اس قسم کے دیگر مقدمہ باز اور انسانی طمع و حرص میں مرطوب اشخاص کو پیغام دینے کے لئے ہم یہ مناسب تصور کرتے ہیں کہ سائل نے چونکہ غیر قانونی اور ناجائز طریقے سے ایک بے بس اور بے آسرا خاتون کو ۱۲ سال تک غیر ضروری طور پر مقدمہ بازی میں الجھایا ہے۔ لہذا وہ ایک لاکھ پاکستانی روپے بطور ہرجانہ مسئول علیہ نمبر ۱، مدعیہ کو روبروئے عدالت ماتحت اندر ۲ ماہ ادا کرے اور عدالت ماتحت اس سلسلے میں اپنے حکم کی نقل بمعہ مصدقہ نقل رسید، اضافی رجسٹرار (عدالتی امور)، عدالت عظمیٰ پاکستان کو ارسال کرے جو کہ ہمارے ملاحظہ کے لئے پیش کیا جائے اور بعدہ عرضداشت ہذا کا لازمی حصہ بنایا جائے۔

نوٹ: وجوہات بالا ہمارے مختصر انگریزی حکم نامے مورخہ ۱۰-۰۱-۲۰۱۷ء کی تائید میں تحریر کی گئی ہیں جو کہ ذیل میں دوہرایا جاتا ہے:-

"For the reasons to follow, leave is declined and the petition is dismissed."

۱۴۔ حکم عدالت میں پڑھ کر سنایا اور سمجھایا گیا۔

جج

جج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۱۰ جنوری، ۲۰۱۷ء

➤ نثار ➤